محمد رضا نوعی خبوشانی: سوانح حیات اور شاعری

مقالہ نگار: محمد امیر الدین صدیقی
لیکچرر شعبۂ اسلامیات - علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

محمد رضا نوعی خبوشانی سولھویں صدی عیسوی کا ایک نامور فارسی شاعر گذرا ہے۔ وہ اپنے وطن خبوشان (خراسان) سے ہندوستان آیا اور شہنشاہ اکبر کے دربار سے وابستہ ہوا۔ شہنشاہ کے علاوہ اس عہد کے ممتاز امرا و شاہزادگان کی سرپرستی حاصل کی، ان میں شہزادہ دانیال، شہزادہ پرویز، عبدالرحیم خانِ خاناں، مرزا یوسف خاں مشہدی خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ خان خاناں نے نوعی کو ساقی نامہ کی ترتیب و تالیف کے لئے دس ہزار روپے، ایک اعزازی خلعت، ایک ہاتھی اور ایک عراقی گھوڑا عطا کیا۔[1] اس واقعہ کا حوالہ ایک قصیدہ کے مندرجہ ذیل شعر میں ملتا ہے جو شاعر ملا رسمی نے خانِ خاناں کی تعریف میں کہا تھا۔

زنعمت تو بنوعی رسید آن مایہ   کہ یافت میر معزی ز دولت سنجر[2]

نوعی نے شاعری کی ہر صنف میں طبع آزمائی کی اور گوہرِ نایاب چھوڑے اور اپنے نادر و نایاب شہ پاروں سے فارسی ادب کو مزین کیا۔ فارسی ادب کے تمام میدان خواہ وہ قصائد ہوں یا ترجیع بند، ترکیب بند ہوں یا قطعہ، رباعی ہو یا غزل یا مثنوی اس کی تگ و تاز سے محروم نہ رہے

---

[1] - مآثر رحیمی ج ۳ حصہ اول تالیف طبع کلکتہ ص ۶۳۷ - خواجہ عبدالباقی نہاوندی

[2] - ایضاً ص ۶۳۷

اس کی مشہور ترین تخلیق مثنوی سوز و گداز ہے جو ایک ایسی ہندو دوشیزہ کی کہانی ہے جو اپنے متوفی شوہر کے ساتھ چتا میں جل گئی اور اس نے دائمی رفاقت کا آخری حق ادا کر دیا۔ اس کی دوسری مشہور مثنوی ساقی نامہ ہے جو خانِ خاناں کی تعریف میں ہے۔ ان دونوں مثنویوں نے نوعی کو شہرت دوام بخشی۔ اور شعر و ادب کی دنیا میں اس کا نام روشن کر دیا۔

نوعی کی زندگی اور کارناموں پر فارسی تذکروں میں بہت کچھ ملتا ہے لیکن اب تک اس کے کارناموں کے پرکھنے اور سمجھنے کی جیسی کوشش ہونی چاہیے، نہیں ہوئی۔ ذیل میں اس کی زندگی اور علمی کاوشوں کی ایک مختصر سی یادداشت پیش کی جاتی ہے۔

سوانح حیات

نام اور تخلّص

نوعی خبوشانی کا نام محمد رضا تھا لیکن اکثر سوانح نگاروں نے اس کا اصل نام نہیں لکھا ہے یہاں تک کہ میر عبدالباقی نہاوندی نے بھی جس کی مآثر رحیمی ہمارا ایک اہم ماخذ رہی ہے، اس کا اصل نام نہیں لکھا[1]۔ اہم تذکرہ نویسوں میں صرف عرفات العاشقین[2] کے مصنف تقی اوحدی اور میخانہ[3] کے مصنف عبدالنبی قزوینی نے یہ لکھا ہے کہ شاعر کا اصل نام محمد رضا تھا۔ گلدستہ[4] (جو عرفات العاشقین کے خلاصہ کعبۂ عرفان کے انتخاب مسمّی "انتخاب کعبۂ عرفان" نامی منتخب حصہ پر مشتمل ہے) کے مصنف نیز ریاض الشعرا[5] اور

---

[1] مآثر رحیمی جلد سوم حصہ اول۔ تالیف خواجہ عبدالباقی نہاوندی کلکتہ ایڈیشن ص ۶۳۵ تا ۶۷۹

[2] بانکی پور مخطوطہ ورق ۷۸۰

[3] لاہور ایڈیشن ص ۲۰۰

[4] بانکی پور مخطوطہ ورق ۱۶۷ الف

[5] رامپور مخطوطہ ورق ۴۳۶ الف، حبیب گنج مخطوطہ ورق ۴۲۴ الف

Accession Number.
....B.6.0.5.7........
Date.2.1..12...87

اور خلاصۃ الافکار[۱] کے مصنفین نے شاعر کا نام محمد رضائی دیا ہے۔ انھوں نے رضا کے مذکور کو بدل دیا ہے۔ دوسرے ہم عصر سوانح نگاروں[۲] نے اصل نام کا پتہ نہیں لگایا ہے۔ انھوں نے اپنے خیالات در آثار کا اظہار یا تو نوعی[۳] کے موضوع سے کیا ہے یا نوعی خبوشانی[۴] یا نوعی مشہدی[۵] یا نوعی خراسانی[۶] کی شہرت نام کی ہے۔ بعد کے سوانح نگاروں میں بس سفینۂ خوش گو، تاریخ محمدی، مخزن الغرائب، نشتر عشق اور روزِ روشن کے مصنفین نے شاعر کا نام محمد رضا لکھا ہے۔

اس بات کا تذکرہ یہاں بے محل نہ ہوگا کہ

۱۔ بانکی پور مخطوطہ ورق ۲۰۴ ب

۲۔ امین احمد رازی، صاحبِ "ہفت اقلیم"۔
عبدالقادر بدایونی، صاحبِ "منتخب التواریخ"۔
ابوالفضل، صاحبِ آئینِ اکبری، میر عبدالباقی نہاوندی مصنفِ مآثرِ رحیمی۔
مرزا محمد صادق، صاحبِ "صبح صادق"۔
بعض تذکرہ نویسوں کے قول کے مطابق نوعی خبوشانی کا ایک ہم عصر شاعر نوعی اصفہانی تھا۔ صاحبِ شمع انجمن (ص ۴۵۳) کے بیان کے مطابق نوعی اصفہانی اکبر اعظم کے عہد میں ہندوستان آیا تھا۔

۳۔ امینِ احمد رازی، عبدالقادر بدایونی۔

۴۔ مرزا محمد صادق ۵۔ ابوالفضل ۶۔ میر عبدالباقی

۷۔ علی گڑھ مخطوطہ ورق ۱۳۶ ب تا ۱۳۸ الف

۸۔ رامپور مخطوطہ ص ۵۵۹ ۹۔ حبیب گنج مخطوطہ ورق ۴۵۳

۱۰۔ رامپور مخطوطہ ورق ۴۱۳ الف

Biographical Notice of Persian Poets[۱] کے مصنف Sir Gore Duseley اور برٹش میوزیم[۲]، انڈیا آفس[۳]، بانکی پور[۴] اور ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال[۵] کے فہرست نویس حضرات اس بات سے متفق ہیں کہ شاعر کا نام محمد رضا تھا۔

تخلص:

ذوقی نے دو تخلص رکھے تھے۔ کچھ دنوں تک وہ صفائی کے تخلص سے لکھتا رہا پھر اسے بدل کر ذوقی رکھ لیا۔ ذوقی کے بارے میں مصنف میخانہ عبد النبی لکھتا ہے کہ اس نے کشمیر میں تخلص بدل کر ذوقی رکھ لیا

۱۔ ص ۱۶۱ تا ۱۶۶

۲۔ Catalogue of persian Manuscripts In the British Museum, Vol. II, f. 674

۳۔ Catalogue of Persian Manuscripts In the Library Of the India Office, Vol. I, pp. 810-811.

۴۔ Catalogue of the Arabic and Persian Manuscripts in the Oriental Public Library at Bankipore, Vol III, pp. 10-11

۵۔ Concise Descriptive Catalogue of the persian Manuscripts in the Collection of the Asiatic Society of Bengal, pp. 313-314.

نوعی کے بارے میں مصنف "میخانہ عبدالنبی" لکھتا ہے کہ اس نے کشمیر میں تخلص بدل کر نوعی رکھ لیا لیکن اس کے پہلے تخلص کے بارے میں خاموش ہے، اس کا بیان یہ ہے:

"محمد رضا .... بہمراہ آن خان جم نشان (مرزا یوسف خان شہدی) بہ دارالعیش کشمیر رفت، از فیض آب وہوای آن گلشن ہمیشہ بہار طبیعت اورنگ بوی دیگر بہم رسانید چنانچہ اشعار او دلپذیر و سخنان او مقبول طبع صغیر و کبیر شد و تخلص خود آنجا نوعی قرارداد"[1]

اوپر کے اقتباس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ شاعر محمد رضا نے نوعی کا تخلص اس وقت اختیار کیا جب وہ مرزا یوسف خان شہدی کے ساتھ کشمیر میں تھا اور شاید سیاحت کشمیر سے پہلے اس سے مختلف تخلص استعمال کرتا تھا۔

عرفات العاشقین کے مندرجہ ذیل بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اس کا تخلص صفائی بھی تھا۔

"محمد رضا صفائی نوعی خبوشانی[2] .... ساقی نامہ و مثنوی بسوز و گداز نام گفتہ .... الخ" لیکن گلدستہ[3] میں جو عرفات العاشقین کا خلاصہ ہے نوعی کا پہلا تخلص صفائی نہیں دیا گیا ہے۔

عرفات کے بیان کو جب ہم میخانہ کے بیان سے ملاتے ہیں تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ محمد رضا کا پہلا تخلص صفائی تھا، ہندوستان آیا تو یہی تخلص برقرار رکھا، البتہ کشمیر پہنچنے کے بعد اس نے صفائی کے بجائے نوعی تخلص اختیار کیا اور مرزا یوسف خان کی صحبت و معیت کے بعد وہ نوعی کے تخلص ہی سے مشہور ہو گیا اور پرانا تخلص اس شہرت و ناموری کے نیچے دب کر رہ گیا۔

---

[1] لاہور ایڈیشن ص ۲۰۰

[2] بانکی پور مخطوطہ ورق ۷۸۰ الف

[3] بانکی پور مخطوطہ ورق ۱۶۷ الف

ولادت و وطن :

خبوشان[1] خراسان میں مشہد کے نواح میں ہے[2] نوعی کی جائے ولادت ہے[3] اور آبائی وطن[4] بھی ۔ وہ یہیں پیدا ہوا اور وہیں کی آب و ہوا میں اس کی پرورش ہوئی
حاجی محمد خبوشانی جو خبوشان کے ایک مرد ولی تھے[5]، شاعر کے دادا تھے[6] ۔

---

[1] خبوشان کے بارے میں مختصر معلومات نزہت القلوب (تہران ایڈیشن ص ۱۸۵) اور ہفت اقلیم جلد سوم (تہران ص ۳۰۶) میں فراہم کی گئی ہیں ۔

[2] " مولانا نوعی از قصبۂ خبوشان توابع مشہد مقدس است . . . . " مآثر رحیمی کلکتہ ایڈیشن ۔ ص ۶۳۵

مآثر رحیمی کے ایک دوسرے نسخہ میں اس طرح لکھا ہے :۔

" اصل وی از قصبۂ خبوشان توابع مشہد مقدس است " مآثر رحیمی کلکتہ ایڈیشن ۔ ص ۶۳۵ برحاشیہ[1] سفینۂ خوش گو علی گڑھ مخطوطہ ورق ۱۳۶ ب تا ۱۳۸ الف ۔

[3] " مولانا نوعی خبوشانی . . . . مولدش خبوشان است . . . . . "

میخانہ ۔ لاہور ایڈیشن ص ۲۰۰

[4] تاریخ محمدی ۔ رامپور مخطوطہ ص ۴۵۳ ب

صاحب خلاصۃ الافکار (بانکی پور مخطوطہ ورق ۲۰۴ ب) نوعی کو خبوشان کے فضلاء شعراء میں شمار کرتا ہے ۔

[5] ہفت اقلیم علی گڑھ مخطوطہ ۔ ورق ۲۶۷ الف

[6] منتخب التواریخ بدایونی جلد سوم ۔ مطبوعہ ۔ ص ۳۶۱ مخزن الغرائب ۔ حبیب گنج مخطوطہ ۔ ورق ۴۵۳ ب ۔

اکثر تذکروں میں نوعی کو شیخ حاجی محمد خبوشانی کے " نبائر " میں شمار کیا گیا ہے ۔ (باقی ص ۴۲ پر)

مہد سے لحد تک ۔

نوعی کے کسی بھی سوانح نگار نے اس کا سن ولادت تحریر نہیں کیا ہے۔ اس کا اپنا دیوان بھی اس سلسلے میں خاموش ہے اس لئے اس کے سن وفات اور اصل عمر کو دیکھ کر اس کی تاریخ ولادت نکالی گئی ہے۔ مآثر رحیمی جو ہماری معلومات کا ایک اہم معاصر ماخذ ہے، اس میں نوعی کا سن وفات ۱۰۱۹ھ[1] ہے لیکن وفات کے وقت نوعی کی عمر کیا تھی اس کا اس میں تذکرہ نہیں کیا گیا ہے۔ عبدالنبی کے بقول نوعی کی وفات ۴۹ سال کی عمر میں ہوئی۔ یہ واحد ماخذ ہے جس نے نوعی کی عمر اس کی وفات کے وقت تحریر کی ہے۔ عبدالنبی نے نوعی کا سنہ وفات ۱۰۱۸ھ دیا ہے[2]۔ تقی اوحدی[3]

حاشیہ بقیہ ص۴۵ "نبائر" جمع ہے "نبیرہ" کی۔ عام طور پر نبیرہ پوتے یا نواسے کو کہتے ہیں ۔
"نبیرہ بر وزن صغیرہ" بمعنی فرزند زادہ باشد عموماً۔ و پسر زادہ را گویند خصوصاً، و بعضی دختر زادہ را ہم گفتہ اند، و بعضی دیگر پسر پسر و پسر دختر را می گویند"۔ برہانِ قاطع جلد چہارم ص ۲۱۱۷

تذکرہ نگاروں نے نوعی کو نبیرہ کہہ کر یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ شیخ کا پوتا تھا نہ کہ نواسہ۔ صاحبِ میخانہ کے بیان سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ شاعر کے نانا کا نام خواجہ ابوالقاسم سیری تھا۔ میخانہ لاہور ایڈیشن ص ۲۰۰۔ صاحبِ روزِ روشن لکھتا ہے "از اولاد حاجی محمد خبوشانی بود"۔

[1] "بتاریخ سنہ ۱۰۱۹ دربرہانپور ودیعتِ حیات سپرد وہمانجا مدفون گردید"۔
مآثر رحیمی (مطبوعہ) میں نوعی کی تاریخ وفات نہیں دی گئی ہے۔ خوش گو نے مآثر رحیمی کے کسی نسخہ کا ایک اقتباس "سفینہ" میں نقل کیا ہے۔ مندرجہ بالا عبارت اسی اقتباس سے منتخب کی گئی ہے۔
یہ اقتباس میخانہ کے لاہور ایڈیشن میں حواشی کے تتمہ میں نقل کیا گیا ہے۔ تتمۂ حواشی ص ۱۰۵۔

[2] و [3] میخانہ لاہور ایڈیشن۔ ص ۲۰۰ ۵۳ عرفات العاشقین۔ بانکی پور مخطوطہ ورق ۷۶۳ الف (باقی صفحہ پر)

بقیہ حاشیہ

مرزا محمد صادق[۱] اور دوسرے تذکرہ نگاروں[۲] نے عام طور پر سنہ ۱۰۱۹ھ کو ہی نوعی کا سنہ وفات بتایا ہے۔

صاحب تاریخ محمدی[۳] اور صاحب نشتر عشق[۴] نے نوعی کی تاریخ وفات نکالی ہے۔ اوّل الذکر نے نوعی کی تاریخ وفات "سخنور زمانہ" سے نکالی ہے جو ۱۰۱۹ھ ہوتی ہے اور آخر الذکر نے مندرجۂ ذیل قطعہ کہا ہے۔

خود گومن چون زیم دیون کنم	مردمی ہی نوعی سحر آفرین
۱۰۱۹	۱۰۱۹

(بقیہ حاشیہ ص ۴۶) گلدستہ میں بھی نوعی کا سال وفات ۱۰۱۹ھ ہی دیا گیا ہے۔ بانکی پور مخطوطہ ورق ۱۶۷ الف

[۱] صبح صادق۔ علی گڑھ مخطوطہ ورق ۵۰۰ ب

[۲] میر غلام علی آزاد بلگرامی: ید بیضا (علی گڑھ مخطوطہ - ص ۲۸۷)
ایضاً ایضاً سرو آزاد۔ مطبوعہ ص ۲۲ تا ۲۳
ایضاً ایضاً خزانۂ عامرہ - مطبوعہ - ص ۴۳۵
والہ داغستانی صاحب ریاض الشعراء۔ رامپور مخطوطہ ورق ۴۳۶ الف و ب
نیز حبیب گنج مخطوطہ ورق ۴۲۴ الف
مرزا ابوطالب خاں تبریزی اصفہانی صاحب خلاصۃ الافکار۔ بانکی پور مخطوطہ ورق ۲۰۴ ب۔
شیخ احمد علی خاں ہاشمی سندیلوی صاحب مخزن الغرائب۔ حبیب گنج مخطوطہ ورق ۴۵۳ ب تا ۴۵۷ الف

[۳] تاریخ محمدی۔ رامپور مخطوطہ ص ۵۵۹

[۴] نشتر عشق۔ رامپور مخطوطہ۔ ورق ۷۱۴ الف

شعراء کے ایک تذکرہ میں، جو تذکرۃ الشعراء کے نام سے موسوم ہے، اور جس کا مصنف اور سنہ تالیف نامعلوم ہے اور جو رامپور کی رضا لائبریری میں دستیاب ہے، نوعی کا سنہ وفات ۱۰۲۴ھ دیا ہوا ہے۔

" وفاتش در ہزار و بیست و چہار واقع شدہ" یہ سنہ وفات ناقابلِ تسلیم ہے کیونکہ مذکورہ تذکرہ غیر اہم ہے اور اس کا استناد مشکوک اور مشتبہ ہے۔ صاحب میخانہ کے سوا تمام مستند سوانح نگار نوعی کا سنہ وفات ۱۰۱۹ھ ہی بتاتے ہیں اور یہ تاریخ تین مادۂ تاریخ وفات کی بنا پر مزید موکد ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ بات زیادہ قرینِ قیاس ہے کہ نوعی کا سن وفات ۱۰۱۹ھ ہی ہے۔ جدید یورپین مصنفین اور ہندوستانی علماء نے بھی اسی سال کو نوعی کا سنِ وفات تسلیم کیا ہے۔[1]

عبدالنبی کے قول کے مطابق وفات کے وقت نوعی کی عمر ۴۹ سال تھی۔ چونکہ کسی نے عبدالنبی کے اس بیان کی مخالفت نہیں کی ہے اس لئے اس کی ۴۹ سالہ عمر تسلیم کی جانی چاہئے اور اس حساب سے نوعی کا سالِ ولادت (۱۰۱۹ - ۴۹) ۹۷۰ ہجری قرار پاتا ہے۔

۱؎ برٹش میوزیم، انڈیا آفس، بانکی پور، ایشیاٹک سوسائٹی کے کتب خانوں کی فہرستہائے

Sir Gore Ouseley catalogue of Persian Manuscripts In The British Museum, vol. II, f. 674

Catalogue of Persian Manuscripts In The Library of The India office vol. 1, pp 810 – 811

Catalogue of The Arabic And Persian Manuscripts In The Oriental Public Library at Bankipore, vol. III, pp. 10-11

Concise Descriptive catalogue of (باقی صفحہ ٪)

مقام وفات :

تمام سوانح نگار[1] متفقہ طور پر یہ صراحت کرتے ہیں کہ نوعی کی وفات برہانپور[2] میں ہوئی ملا قزوینی کے بیان کے مطابق برہانپور میں ہی نوعی کی تجہیز و تکفین ہوئی تھی۔[3]

The Persian Manuscripts in The collection of The Asiatic society of Bengal, pp. 313 - 314

Biographical Notices of persian poets by sir Gore Ouseley pp. 161-166.

[1] معاصر تذکرہ نگار

عبدالباقی

عبدالنبی

تقی اوحدی

متاخرین۔ مندرجہ ذیل کے مصنفین :

بیاض الشعراء۔ خلاصۃ الافکار۔ تاریخ محمدی۔ مخزن الغرائب۔ نشتر عشق۔ روز روشن۔

وغیرہ وغیرہ۔

[2] برہانپور دکن میں مغل سلطنت کے صوبہ خاندیش میں شامل تھا۔

"Burhanpur was situated in the province of Khandesh (or Dandesh as it was christened by Akbar), on the Tapti, 21° 18" 35 N. Long, 76° 16' 26"E

(باقی)

نوعی کے اجداد اور اس کی ابتدائی تعلیم

نوعی کے آبا و اجداد کے بارے میں بہت کم معلومات حاصل ہو سکی ہیں۔ بدایونی ہی وہ واحد معاصر مصنف ہے جو ہمیں بتاتا ہے کہ نوعی نے اپنا نسب شیخ حاجی محمد خبوشانی سے ملایا ہے۔

صرف دو سوانح نگار عبدالباقی اور عبدالنبی شاعر کی ابتدائی زندگی کے متعلق کچھ حقائق فراہم کرتے ہیں۔ عبدالباقی کے مطابق نوعی کے والد کاشان گئے اور وہاں انھوں نے تجارت کا مشغلہ اپنایا اور کاشان کے کاروباری حلقے میں اہم مقام حاصل کیا۔ نوعی نے اپنے کو مطالعات میں مصروف رکھا۔ خاص طور سے شاعری کا فن اس کا خصوصی مرکز توجہ رہا۔ اس فن میں اس نے محتشم کاشی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ کچھ دنوں کے بعد باپ اور بیٹے نے کاشان چھوڑ کر اپنے وطن خبوشان کی راہ لی۔[۱]

عبدالنبی لکھتا ہے کہ نوعی اور اس کے والد شیخ محمود حالات کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے ایک عزیز یعنی خواجہ ابوالقاسم سیری سے ملاقات کی غرض سے اپنے وطن سے گجرات (ہندوستان) پہنچے۔ خواجہ گجرات میں ایک صاحب حیثیت شخص تھا۔ اس نے ان کی مالی اعانت کی اور انھیں اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل بنا دیا۔ خواجہ سے مالی تعاون لے کر شیخ محمود اپنے بیٹے کے ساتھ وطن واپس ہوا۔ باپ بیٹے ایران پہنچ کر مشہد میں اقامت گزیں ہو گئے۔ وہاں والد نے اپنے کو عبادت کے لئے وقف کر دیا اور خدا کے سچے پرستار بن گئے۔ وہیں ان کی وفات

(History of Jahangir by Dr. (حاشیہ ۴۹
Beni Prasad foot note 11 p. 260)

۳ مآثر رحیمی کے اس بیان کی کسی سوانح نگار نے نہ تائید کی ہے نہ تردید

۱ مآثر رحیمی۔ جلد سوم حصہ اول۔ کلکتہ ایڈیشن حاشیہ ۱ ص ۴۳۵

جاتی۔ لیکن زندگی کا یہی زمانہ تھا جب اس نے شاعری کا آغاز کیا۔
نوعی کے سفر ایران کے متعلق یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ بانکی پور فہرست نویس[۵] اور
Biographical Notices of Persian poets
کے مصنف سر گور آوسلے[۶] (Sir Gore Ouseley) نے کچھ نئی معلومات
فراہم کی ہیں۔ ان کے قول کے مطابق کاشان سے لوٹتے وقت نوعی نیشاپور اور ابیورد میں ٹھہرا اس کے
بعد مرو کی طرف رخت سفر باندھا اور وہاں کے گورنر نور محمد خاں کے ساتھ رہا لیکن جب حاکم توران عبداللہ
خان[۷] نے مرو پر حملہ کیا اور نور محمد خاں کو شکست دی تو نوعی ایران چھوڑ کر ہندوستان چلا آیا۔[۸]

---

[۵] میخانہ لاہور ایڈیشن ص ۲۰۰
Catalogue of The Arabic and Persian Manuscripts in the Oriental Public Library at Bankipore, Vol III, pp. 10-11

[۶] ص ۱۶۱ تا ۱۶۶

[۷] جس حاکم توران نے اس وقت مرو پر حملہ کیا تھا اور نور محمد خاں کو شکست دے کر مرو سے نکال دیا تھا وہ عبداللہ خاں نہیں تھا بلکہ اس کا بیٹا عبدالمؤمن خاں تھا۔

تاریخ عالم آرای عباسی ج ۱، ص ۴۴۴، ۵۴۹ محمد شفیع نے میخانہ کے حواشی میں صفحہ ۲۰۱ پر لکھا ہے کہ یہ معلومات تقی اوحدی نے فراہم کی ہیں۔ لیکن عرفات العاشقین (بانکی پور مخطوطہ) کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ محمد شفیع کا یہ بیان درست نہیں ہے۔

نوعی کی ہندوستان میں آمد

نوعی کی آمد کا خاص مقصد عبدالرحیم خانِ خاناں کی سرپرستی اور علم دوستی سے فائدہ اٹھانا تھا ... ساقی نامہ" میں کہتا ہے۔ "ز ظلمات ہندم غرض کوی قسمت"[1]

ماثر رحیمی کے مصنف کے بیان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے وہ لکھتا ہے کہ عبدالرحیم خانِ خاناں کی ملازمت کرنے کی غرض سے نوعی ہندوستان آیا تھا۔[2] خانِ خاناں خود بڑا علم دوست اور علما و فضلا کا قدر دان تھا۔ فیضی لکھتا ہے: "خانِ خاناں عہدۂ النعاشش — طبع را رخصت شگفتن داد"

" داشت چون اعتماد بر شعرا — صلہ بیش از مدیح گفتن داد "

خانِ خاناں کی علم دوستی کا ایران میں خوب چرچا تھا اور یہی چیز بہت سے شاعروں کو ہندوستان کھینچ لائی تھی — نوعی کے سفر کے سلسلۂ واقعات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ۹۹۵ھ کے آخر میں ایران کو خیرباد کہا اور ۹۹۶ھ میں لاہور میں مرزا یوسف خاں مشہدی سے تعلقات قائم کیے۔[3] اپنی ایک نظم میں نوعی شہزادہ دانیال کے حکم سے اپنی نظربندی کا تذکرہ کرتا ہے لیکن اس حبس و قید کی وجہ کیا تھی یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ ایک دوسری نظم میں شاعر اس شہزادے کے احسانات کا تذکرہ کرتا ہے جس نے اس کی رہائی کا حکم صادر کیا تھا۔[4] "قیوم ز تو و نجاتم از قسمت — من زین ہمہ برکران نشادم"

نوعی نے اپنی نظربندی کے زمانہ میں ایک مثنوی بھی لکھی تھی۔[5] (باقی آئندہ)

---

[1] کلیات نوعی۔ انڈیا آفس مخطوطہ۔ ورق ۱۰۸ الف

[2] ماثر رحیمی۔ کلکتہ ایڈیشن۔ ص ۶۲۵

[3] میخانہ۔ لاہور ایڈیشن۔ ص ۲۰۰ اکبرنامہ۔ کلکتہ ایڈیشن ص ۵۶۰، ۵۲۱، ۵۸۱، ۶۴۴، ۶۴۷، ۶۴۹، ۶۵۴، ۵۹۵، ۶۱۹، ۶۶۲، ۶۶۴۔ ماثر رحیمی کلکتہ ایڈیشن۔ ص ۶۲۵ تا ۶۲۹

[4] کلیات نوعی۔ انڈیا آفس مخطوطہ۔ ورق ۱۶ الف

[5] ایضاً ورق ۱۲۷ ب تا ۱۳۰ الف

بسلسلہ صفحہ ۲۷

کیونکہ اس دن بھی چھوڑنا پایا جاتا ہے۔ آسمانی شریعت کی تعلیمات میں سے ایک بنیادی تعلیم یہ ہے کہ حکم الٰہی کی تعمیل میں رضائے الٰہی کے پیش نظر ہر اس چیز کو چھوڑ دیا جائے جو خداوندی احکام و فرمان برداری میں رکاوٹ ڈالتی ہو خواہ وہ کسی قسم کی عادت ہو۔ خواہش ہو، مال و متاع ہو۔ عزیز و رشتہ دار ہوں یا وطن مالوف ہو ——— الغرض اسلام نے سنہ کو ہجرت سے شروع کر کے خدا کے بندوں کو عموماً اور وابستگان دامن اسلام کو خصوصاً گویا اس بات کی طرف متوجہ کیا ہے کہ انھیں ناپسندیدہ امور، خراب طور طریق اور ممنوع عمل و مقام کو جب وہ اچھے اور سچے کاموں کے پورا کرنے اور اوامر خالق کے بجالانے میں مانع و مزاحم ہوتے ہوں چھوڑ دینا ہے۔ ایسا کرنے کے نتیجہ میں مالک و خالق کونین کی نصرت میسر آتی ہے اور بلندی و رفعت نصیب ہوتی ہے جس کے نمونے میں صاحب ہجرت اور مہاجرین کی زندگی و کامیابی کو دیکھا جا سکتا ہے۔ عقل و فہم سے کام لینے پر یہ امر آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے کہ قدیم تر زمانہ میں لوگ چاند ہی کے حساب سے مہینہ چلاتے تھے۔ ایسا کرنا لوگوں کے لیے آسان تھا اور آج بھی آسان ہے۔ اس میں نہ فلکیاتی حساب کی ضرورت ہے نہ پتری کی طرف رجوع کرنے کی احتیاج، نہ کسی پنڈت سے معلوم کرنے کی محتاجی "الدین یسر" کی عملی صداقت ہے کہ اسلام نے بھی اپنی تقویم میں اسی آسان طریقہ کو اپنایا ہے۔

ان تمام تفصیلات کے بعد اس سلسلہ کی صرف ایک چیز باقی رہ جاتی ہے۔ وہ یہ کہ اگر کسی ایک تقویم کی تاریخ معلوم ہو تو کسی دوسری تقویم کی تاریخ معلوم کرنے کا آسان طریقہ کیا ہے۔ ترقی کے اس دور میں اگرچہ مختلف تقویموں اور تاریخوں کے تقابلی کیلینڈر نہایت تفصیل شائع ہو چکے ہیں لیکن چونکہ [illegible] حساب [illegible] فلکیاتی [illegible] رکھ کر ترتیب دیا گیا ہے اس لیے اس [illegible] کی گئی ہے کہ کسی ایک سنہ سے دوسرا سنہ [illegible]

تاریخ و ماہ معلوم کرنے کا حسابی قاعدہ کیا ہے۔

اگر ہمیں ہجری سنہ سے عیسوی سنہ معلوم کرنا ہے تو اس کا طریقہ ہے کہ ہجری سنہ کے سنین تامہ کو ستاسی میں ضرب دے کر آٹھ پر تقسیم کریں۔ خارج قسمت کو دن سمجھیں۔ ان ایام کے شمسی حساب سے سال و ماہ بنائے جائیں اور پھر اسی سنہ ہجری سے تفریق کر دیں حاصل تفریق جو کچھ بھی ہو اس میں ۶۲۱ سال اور ۱۹۸ دن جمع کر دیں حاصل جمع عیسوی سنہ کی صحیح تاریخ ہو گی۔

اس قاعدہ کو ایک مثال دے کر بھی واضح کیا جاتا ہے:

اگر ہمیں دیکھنا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۸ھ کو عیسوی کیا تاریخ اور کونسا سنہ تھا تو مذکورہ قاعدہ کے مطابق ان میں ۱۳۴۷ سنین تامہ ہیں ان کو ستاسی میں ضرب دے کر آٹھ پر تقسیم کیا گیا تو چودہ ہزار چھ سو انچاس ہوئے۔ یہ ایام شمار کیے گئے ان کے سال و مہینے بنائے گئے تو چالیس سال انتالیس دن ہوئے۔ ان کو اس سنہ ہجری سے تفریق کیا تو تیرہ سو سات سال بتیس یوم باقی بچے۔ ان میں چھ سو اکیس سال اور ایک سو اٹھانوے دن جمع کیے تو حاصل جمع انیس سو اٹھائیس سال اور دو سو تیس دن ہوئے ان کے مہینے بنائے گئے تو معلوم ہوا کہ مطابق تاریخ ۱۸ اگست سنہ ۱۹۲۹ء تھی۔

اس کے برخلاف اگر عیسوی کوئی سنہ اور تاریخ معلوم ہے اور اس سے ہجری سنہ و تاریخ نکالنا ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس عیسوی سنہ سے چھ سو اکیس سال اور ایک سو اٹھانوے دن تفریق کریں ان میں سے سنین تامہ کو ستاسی میں ضرب دے کر آٹھ پر تقسیم کریں۔ خارج قسمت کے سال و ماہ قمری بنائے جائیں۔ حاصل جمع ہجری سنہ کی صحیح تاریخ ہو گی۔

اس قاعدہ کو بھی مثال دے کر واضح کیا جاتا ہے:

اگر ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ ۱۸ اگست سنہ ۱۹۲۹ء کو ہجری سنہ اور تاریخ کیا تھی

بہذا اس سنہ میں سے چودہ سو اکیس سال اور ایک سو اٹھانوے دن تفریق کیے تو تیرہ سو سات سال تیئیس دن باقی رہے ان کو محفوظ رکھا۔ ان میں تیرہ سو سات سنین تامہ یعنی ان کو ستاسی میں ضرب دے کر آٹھ پر تقسیم کیا خارج قسمت چودہ ہزار دو سو چودہ ہوئے۔ ان کے سال اور مہینے اصطلاحی قمری بنائے تو چالیس سال انتالیس دن بنے۔ ان کو سابق محفوظ تیرہ سو سات سال تیئیس دن میں جمع کیے تو تیرہ سو سینتالیس سال کامل اور اکتہر دن ہوئے۔ ان دنوں کے مہینے بنائے گئے تو معلوم ہوا کہ اس دن ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ تاریخ تھی۔ یہ واضح رہے کہ یہ قاعدے حافظ عبید اللہ صاحب مرحوم ابصیر کی تقویم "میزان التواریخ" سے نقل کیے گئے ہیں۔ موصوف نے اس سلسلہ میں مزید کئی قاعدے تحریر فرمائے ہیں اور بغرض سہولت کئی جدول بھی دیے ہیں۔ حسب ضرورت اس کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔

منارِ صدا

(نئی پیش کش)

اور مفکرِ ملت علامہ حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانیؒ کی (آخری یادگار) اس کتاب کے مرتب پروفیسر ڈاکٹر عنوان چشتی۔ عمدہ طباعت اور ۲۷۸ پر مشتمل یہ کتاب خوبصورت اور دلکش جلد کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ حضرت مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس آخری یادگار کا ایک مرتبہ مطالعہ ضرور فرمائیں اور بڑی مقدار میں اس پتے پر آرڈر فوراً بھیجیں۔

قیمت مجلد و عمدہ رنگین ۳۵ روپے۔

منیجر ندوۃ المصنفین۔ اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶